اسلام کا نظام زکوٰۃ

مولانا ندیم شہباز
فاضل مدینہ یونیورسٹی

اسلام کا نظام زکوٰۃ اسلامی نظام معیشت کا محور ہے اسلام کا نظام معیشت انسانی فطرت کے عین مطابق وضع کیا گیا ہے' اسلام فرد کی آزادی اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان وسائل کسب میں اپنی صلاحیتوں کو بھرپور اور آزادانہ استعمال کرے اور اسے اجازت دی ہے کہ وہ فطرتی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے حاصل شدہ اموال کو اپنے ملکیت میں رکھے اور انہیں انسانیت کی خدمت میں صرف کرے۔ لیکن بسا اوقات انسان آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے ظلم و استحصال کی روش پر چلتے ہوئے وسائل آمدن میں حق تلفی اموال کی ذخیرہ اندوزی اور انہیں شیطانی مصارف میں خرچ کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ اسلام انسان کے اس ظالمانہ رویے کا حل اس طرح قطعاً تلاش نہیں کرتا کہ اس سے اس کی فطرتی آزادی چھین لے جس سے نہ صرف نظام معیشت بلکہ نظام کائنات بگڑنے کا خطرہ لاحق ہو جائے اسلام انسان کی اصلاح چاہتا ہے وسائل آمدنی ہوں یا مصارف انفاق وہ اسے ظالمانہ روش سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اسے جائز اور حلال ذرائع آمدن اختیار کرنے' ضرورت کے مطابق اموال جمع رکھنے اور پھر انہیں شرعی مصارف۔ انسانیت کی خدمت و بھلائی۔ میں صرف کرنے کا درس دیتا ہے۔

آج سے دو صدیاں قبل دنیا میں آزادی کے نام نہاد متوالوں نے آدمی کو مکمل خود مختار بنانا چاہا ''حریت فرد و فکر'' کا نعرہ بلند کیا اور کسی قسم کی اخلاقی پابندی کو حریت کے خلاف جانا جس سے سرمایہ دارانہ نظام سامنے آیا پھر رفتہ رفتہ ہر سرمایہ دار فرعون کے روپ میں نظر آنے لگا ظلم کی انتہا ہونے لگی اور سوسائٹی بے لگام ہو کر رہ گئی دنیا کا مطمع نظر صرف دولت جمع کرنا رہ گیا پھر وہ وقت بھی آیا کہ اس گندگی کو گندگی سے مٹانے کی کوشش کی گئی جس میں فرد کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا سارے اختیارات سرکار کے قبضہ میں چلے گئے اور فرد کی آزادی سلب کر لی گئی پھر اس اشتراکیت کا جنازہ خود اشتراکیت کے علمبرداروں کے اپنے

دیس ''روس'' میں پڑھا گیا جبکہ اسلام فرد سے آزادی نہیں چھینتا وہ تو اس پر اخلاقی پابندیاں لگاتا ہے بلکہ ان پابندیوں کو عبادت کا درجہ اور حصول اجر کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اور بوقت ضرورت ایک حد تک سختی بھی کرتا ہے جس سے انسانیت نکھرتی اور انسان کے مقصد حیات کا قبلہ درست رہتا ہے۔

حلال ذرائع آمدنی کی اہمیت نبی علیہ السلام نے اپنے ان الفاظ میں ارشاد فرمائی۔

یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منه امن الحلال ام من الحرام

لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ پرواہ نہ کریں گے کہ رزق حلال
طریقے سے کمایا ہے یا حرام طریقے سے (بخاری' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اکتناز کی تحریم اللہ عزوجل نے اس طرح بیان فرمائی ہے

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم

اور جو لوگ جمع رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کے راستے میں
خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے (توبہ:34)

ضرورت سے زائد خرچ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کذلک یبین الله لکم الایات لعلکم تتفکرون

اور سوال کرتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں؟ کہہ دے جو حاجت سے زائد ہو اس
طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم فکر کرو (البقرہ:219)

حلال ذرائع آمدنی اختیار کرنا' ضرورت سے زائد انسانیت کی فلاح و بہبود اور فی سبیل اللہ خرچ کرنا اسلامی معیشت کی اساس ہے

زکوۃ اور اس کی فرضیت و اهمیت

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور صفائی کے ہیں اصطلاحی طور پر زکوٰۃ اموال سے مخصوص حصہ فقراء اور فقراء کے حکم میں آنے والے افراد کے لیے مخصوص کرنے کا نام ہے' نماز کے بعد زکوٰۃ دین اسلام کا انتہائی اہم رکن ہے قرآن مجید میں 82 مرتبہ اس کا تاکیدی حکم آیا ہے زکوٰۃ نہ صرف امت محمدیہ پر فرض ہے بلکہ اس سے پہلے بھی تمام امتوں پر فرض تھی۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں زکوٰۃ کی فرضیت اوائل اسلام میں

مکہ مکرمہ ہی میں نازل ہو چکی تھی اس وقت ابھی زکوٰۃ کا کوئی خاص نصاب اور مقدار مقرر نہ تھی جو کچھ ضرورت سے بچ جاتا راہ اللہ خرچ کر دیا جاتا نصاب اور مقدار کا تعین بعداز ہجرت ۲ھ مدینہ طیبہ میں ہوا۔

فرضیت زکوٰۃ کے سلسلہ میں نبی علیہ السلام نے 10 ھ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

فاعلمهم ان الله تعالىٰ افترض عليهم صدقة فى اموالهم تو خذ من اغنيا ء هم وترد الى فقراء هم (بخاری و مسلم)

اے معاذ! تو اہل یمن کو خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے اغنیاء سے وصول کر کے انہیں کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔

لہٰذا ہر آزاد مالدار صاحب نصاب مسلمان مرد ہو یا عورت و بالغ ہو یا نابالغ عاقل ہو یا غیر عاقل پر زکوٰۃ فرض ہے

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارہ میں قرآن و احادیث میں سخت وعید آئی ہے قرآن کریم میں مانعین زکوٰۃ کیلئے دردناک عذاب کی بشارت ہے جبکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے قیامت کے روز زکوٰۃ ادا نہ کرتے والوں کا مال گنجا زہریلا سانپ بنا کر ان پر مسلط کر دیا جائے گا جو انہیں مسلسل ڈستا رہے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں (بخاری)

اجماع امت ہے کہ فرضیت زکوٰۃ کے منکر کو مرتد سمجھ کر قتل کر دیا جائے

شروط 'نصاب اور واجب مقدار

اجمالی طور پر زکوٰۃ ہر اس مال میں فرض ہوتی ہے جب مال قرض سے فارغ ہو' زندگی کی بنیادی ضرورتیں' خوراک' لباس' گھر اور سواری وغیرہ سے اضافی ہو' مزکی نصاب کا مالک ہو اور پورا سال (سن ہجری کے مطابق) اس کی ملکیت میں پورا نصاب موجود رہا ہو۔ نیز اخلاص اور رزق حلال نیت بھی اداز کوٰۃ میں شرط لازم ہے تاکہ ادائیگی زکوٰۃ قرب الٰہی کا عظیم وسیلہ محقق ہو سکے

تفصیلی طور پر زکوٰۃ کی شروط نصاب زکوٰۃ اور اس کی واجب مقدار کے ضمن میں بیان کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سونا، چاندی اور نقدی

سونا اور چاندی میں خواہ زیورات کی شکل میں ہوں زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ ان کی مقدار نصاب کے برابر ہو یا اس سے زائد ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو سونے کا نصاب ساڑھے تین تولہ یعنی 85 سے 87 گرام جبکہ چاندی ساڑھے باون تولہ یعنی 595 سے 612 گرام ہے، نقد کرنسی بھی سونے اور چاندی کے حکم میں ہے اور اس امر پر اجماع ہے کہ جس شخص کے پاس چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر کرنسی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی یاد رہے کہ زکوٰۃ خالص سونے چاندی پر ہوگی کھوٹ اس میں شامل نہیں ہے نہ ہی نقدین کو ملا کر نصاب پورا کیا جائے گا۔

سامان تجارت

تجارتی سامان سے مراد وہ اشیاء ہیں جنہیں تجارت کی غرض سے خریدا جائے لہٰذا صنعتی مشینری آلات وغیرہ جن کی تجارت مقصود نہیں ہوتی، مال زکوٰۃ میں شامل نہ ہوگی ہاں اگر ان آلات کی آمدنی پر شروطِ زکوٰۃ لاگو ہوتی ہوں تو آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی سامان تجارت کی زکوٰۃ سارے مال تجارت مع منافع کی قیمت لگا کر ادا کرنا ہوگی۔

حیوانات

حیوانات میں اونٹ گائے، بھینس اور بھیڑ بکریوں پر زکوٰۃ فرض ہوگی مویشیوں کی زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے چار شرطیں ہیں پہلی دو شرطیں عمومی ہیں جو کہ نصاب اور سال کا گزرنا ہے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مویشی سال کا اکثر حصہ قدرتی وسائل سے خوراک حاصل کرتے ہوں اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مویشی کھیتی باڑی یا بوجھ برداری کے لیے نہ ہوں اونٹوں کا کم از کم نصاب 5 اونٹ گائے کا کم از کم نصاب 30 گائیں جبکہ بھیڑ بکریوں کا کم از کم نصاب جس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں 40 بکریاں ہے یاد رہے کہ جانوروں کے درمیانی نصاب میں کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ (باقی تفصیلات زکوٰۃ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے)

زرعی پیداوار

زمین کی پیداوار میں اگرچہ اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کونسی جنس میں زکوٰۃ اور کونسی میں نہیں ہے لیکن جمہور کے قول کے مطابق وہ چیز جو خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہو قابل ذخیرہ ہو پانچ،

وسق یعنی 653 کلوگرام کے نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے پھر اگر پیداوار بارانی ہو تو عشر اور اگر نہری اور چشموں کے ذریعے پیداوار حاصل کی گئی ہو تو نصف العشر یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی زرعی پیداوار کی زکوٰۃ میں یاد رہے کہ اس پر سال گزرنا لازمی نہیں ہے بلکہ جیسے ہی پیداوار حاصل ہوگی ادائیگی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

دفن شدہ خزانہ اور کانوں کی زکوٰۃ

دفن شدہ خزانہ دریافت ہونے پر 20 فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی جبکہ کانوں کی آمدنی پر زکوٰۃ تو ہے لیکن اس کی حدیث میں کوئی شرح مقرر نہیں فقہاء نے زکوٰۃ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی شرح اڑھائی فیصد مقرر کی ہے۔

مصارف زکوٰۃ

سورہ توبہ میں زکوٰۃ کے 8 حقدار بیان کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعٰملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اللہ جاننے والا اور دانا ہے (توبہ :60)

مجموعی طور پر ہم سورہ توبہ کی اس آیت مبارکہ کو اسلامی معاشی نظام کی اساس کہہ سکتے ہیں

آیت میں مذکور فقراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات زندگی سے عاجز آ چکے ہوں خواہ یہ محتاجگی عارضی ہو یا مستقل اور ضرورتمند خواہ بچہ ہو بوڑھا یا کوئی ایسی بیروزگار اور حوادث کی شکار عورت جو ضروریات زندگی سے عاجز ہو اپنا حصہ وصول کر سکتی ہے

مساکین سے مراد اسلامی معاشرے کے ایسے افراد جو فقراء سے بھی زیادہ خستہ حال ہوں مسکین کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ **المسکین الذی لا رمجدغنی یغنیه ولا یغطن له فیتصدق علیه**

ولا یقوم فیسال الناس (مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہیں پاتا اور نہ پہنچانا جاتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور نہ کھڑا ہو کہ لوگوں سے مانگتا پھرے) عاملین سے مراد وہ ذمہ دار افراد ہیں جن کی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کی ڈیوٹی لگائی گئی ہو ایسے افراد چاہے خود فقیر نہ بھی ہوں زکوٰۃ سے مقررہ تنخواہ لے سکتے ہیں مولفۃ القلوب سے مراد ایسے لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ کی مدد سے اس غرض سے دیا جائے کہ مسلمانوں کے خلاف ان کا جوش وغضب ٹھنڈا ہو انہیں مسلمانوں کا مددگار بنایا جائے یا پھر کوئی نو مسلم کہیں واپس کفر میں نہ لوٹ جائے بلاشبہ نبی علیہ السلام کے دور مبارک میں مذکورہ اغراض حاصل کرنے کیلئے زکوٰۃ کی مد سے رقم دی جاتی تھی لیکن بعد از وصال ادوار خلافت میں اس مصرف کو باجماع صحابہ ختم کر دیا گیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسے مطلقاً ساقط سمجھتے ہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ فاسق کیلئے یہ مصرف برقرار خیال کرتے ہیں اور کافر کیلئے ساقط سمجھتے ہیں گردن چھڑانے سے مراد غلام کی آزادی میں مال صرف کرنا اور قرضدار سے مراد ایسا قرضدار ہے جو اپنے مال سے قرض چکانے کے بعد نصاب سے کم مال کا مالک رہ جائے اور اگر کسی شخص نے اپنی بداعمالیوں اور فضول خرچیوں میں اپنا مال ضائع کر دیا اور قرضدار ہو گیا تو اس کی اموال زکوٰۃ سے مدد نہ کی جائے گی۔

فی سبیل اللہ کا مفہوم ایسی جدوجہد میں مال خرچ کرنا جس سے مقصود کفر کو مٹانا اور اس کی جگہ نظام اسلام کو قائم کرنا ہے جہاد فی سبیل اللہ اور مدارس کو اسی مد سے شمار کیا جاتا ہے مسافر حالت سفر میں بوقت ضرورت وحاجت زکوٰۃ سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے خواہ وہ اپنے گھر میں کتنا ہی آسودہ کیوں نہ ہو۔

چند ضروری مسائل

(1) صدقہ زکوٰۃ صرف فقیر مسلمانوں کا حق ہے اگر غیر مسلم حاجتمند ہو تو اسے عام خیرات سے دیا جائے گا۔

(2) مکان، سواری، خادم اور دو وقت کا کھانا موجود ہو تو زکوٰۃ لینے سے احتراز کرنا چاہئے

(3) یتیم اور فاتر العقل لوگوں کے اموال میں زکوٰۃ واجب ہے جو فقراء اور مساکین کا حق ہے اور اس واجب کی ادائیگی اولیاء کی ذمہ داری ہوگی۔

(4) استعمال کے زیورات پر ساڑھے سات تولہ کے نصاب کے اعتبار سے اڑھائی فیصد

زکوٰۃ وجب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو جو فرمان لکھا تھا اس میں مسلمان عورتوں سے اسی حساب سے زیورات کی زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم موجود ہے

(5) کارخانوں کی مشینیں آلات فرنیچر/اسٹیشنری وغیرہ اور وہ تمام عوامل پیدائش جن سے کام لیا جاتا ہو زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

(6) قرضے اگر ذاتی حوائج کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہ ہوگی اور اگر تجارتی غرض کے لیے ہوں تو ایسے قرضے زکوٰۃ کی ادائیگی میں مستثنیٰ نہ ہوں گے۔

(7) دیئے ہوئے قرضے اگر آسانی واپس مل سکتے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر قرضوں کی واپسی مشتبہ ہو تو جب رقم واپس ملے صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(8) زرعی پیداوار میں جو چیزیں ذخیرہ رکھنے کے قابل ہوں ان پر عشر یا نصف عشر لازم ہے اور یہی حکم ان میوہ جات کا ہے جو خشک کر کے ذخیرہ کیے جا سکتے ہوں۔

(9) معدنیات خواہ دھات قسم کی ہوں یا مائعات نجی ملکیت میں ہوں تو ان پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے۔

(10) درآمدات یا برآمدات پر شرعی اعتبار سے کوئی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں درآمدات پر جو محصول لیا جاتا تھا اس کی حیثیت زکوٰۃ کی نہ تھی وہ صرف جواب تھا اس محصول کا جو ہمسایہ حکومتیں مسلمانوں سے وصول کرتی تھیں۔

(11) دیگر ممالک کی کرنسی اگر ہمارے ملک کی کرنسی سے با آسانی تبدیل ہو سکتی ہو اس کا حکم نقدی کا ہوگا ورنہ ان پر صرف اس صورت میں زکوٰۃ ہوگی جب وہ سونا اور چاندی کے بقدر نصاب ہوں

(12) تحصیل زکوٰۃ کیلئے شرعاً کوئی خاص مہینہ مقرر نہ ہے جس تاریخ سے نصاب زکوٰۃ مکمل ہو جائے اس سے سال کا آغاز ہوگا۔

(13) زکوٰۃ جب خزانے میں جمع ہو جائے تو وہ افراد اور اداروں سب کو دی جا سکتی ہے جو زکوٰۃ

سے متعلق ہوں

(14) اگر کسی شخص نے اپنا روپیہ کسی کمپنی کے کاروبار میں لگا رکھا ہے تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر زکوۃ ادا کرنے کی بجائے کمپنی کے ذریعے زکوۃ ادا کی جائے۔

(15) کمپنیوں کے شیئرز پر سال کے اختتام پر شیئرز کی موجودہ قیمت کے مطابق زکوۃ فرض ہوگی۔

(16) کرائے کے مکانات اور کرائے کی آلات پر زکوۃ نہ ہوگی البتہ اگر کرایہ سے حاصل شدہ رقم پر نصاب کی شرط کے ساتھ سال گزر جائے تو اڑھائی فیصد زکوۃ ہوگی۔

(17) سال گزرنے کا اعتبار نصاب مکمل ہونے کی تاریخ سے آئندہ سال کی اسی تاریخ تک شمار ہوگا اس میں شرط ہے کہ سارا سال نصاب کامل رہے وگرنہ دوبارہ سال وہیں سے شمار ہوگا جہاں سے نصاب دوبارہ مکمل ہوا

(18) زکوۃ آمدنی پر نہیں بلکہ اصل سرمایہ پر لاگو ہوتی ہے

حکمتیں اور فوائد

(الف) زکوۃ کی ادائیگی سے انسان خود پاک اور اس کا مال حلال ہو جاتا ہے روح ہر قسم کی آلائشوں سے مبرا ہوتی ہے اور مال میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

خذمن امولهم صدقة تطهر هم وتز كيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم والله سميع عليم

اے پیغمبر! ان کے مال سے زکوۃ وصول کیجئے تو اس سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے درجے بلند کرے گا اور ان کے لیے دعا کر اس لے کہ تیری دعا سے ان کو تسلی ہوتی ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے (توبہ: 103)

نیز ارشاد فرمایا؛ **وما ايتم من ربا بسر بوا فى اموال الناس فلا يربوا عند الله وما اتيتم من زكوة تريدون وجه الله فاولئك هم المضعفون**

اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کا مال بڑھ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم زکوۃ دو گے اللہ کی رضامندی کے لیے تو ایسے ہی لوگ دوگنا ثواب پانے والے ہیں

(روم:39)

(ب) نظام زکوٰۃ کی وساطت سے فقراء تنگدستوں اور اسلامی معاشرے کے ان افراد کو انتہائی اہم وسیلہ معاش حاصل ہو جاتا ہے جو اپنی کم صلاحیتوں کی وجہ سے ضروریات زندگی حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں یا کم حاصل کر پاتے ہیں۔ اگر نظام زکوٰۃ نہ ہوتا تو معاشرے کے بہت سے افراد بے وسیلہ رہ جاتے اور دولت سمٹ کر مخصوص طبقہ میں رہ جاتی اور معاشرہ ناہمواری کا شکار ہو جاتا۔

(ج) زکوٰۃ نہ صرف معاشی مسئلے کا حل ہے بلکہ زکوٰۃ قربت الٰہی کا اہم ترین ذریعہ بھی ہے نظام زکوٰۃ کوئی پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی وضع نہیں کرتی اسے تو اللہ رب العزت نے اپنی ہی طرف سے عطا کردہ اموال سے مخصوص اور معمولی نسبت ادا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان قربت الٰہی کی ترقیوں کو چھو سکے

(د) زکوٰۃ کی ادائیگی ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد بنتی ہے انسان خودغرض اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو جاتا ہے اموال خرچ کرتا ہے اور معاشرے کی حالت سدھارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے وگرنہ جہالت بڑھ جاتی اخلاقی گر جاتے انسانی معاشرہ ضروریات زندگی کے حصول میں جرائم کا ارتکاب کرتا نوبت قتل وغارت تک پہنچتی اور فساد فی الارض ہر سو پھیل جاتا۔

(ہ) زکوٰۃ دینے والے کا دل احسان مندی اور ایثار کے جذبہ سے سرشار ہو جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا فرد جذبہ ایثار کی بدولت (کوئی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ قدم خدمت انسانیت کے لیے) اٹھا سکتا ہے۔

(و) زکوٰۃ سے استحصالی نظام کی بیخ کنی ہوتی ہے اور معاشرے میں عادلانہ ومنصفانہ نظام کی ترویج ہوتی ہے۔

اسلامی نظام زکوٰۃ کی افادیت واہمیت جان لینے کے بعد ہم بخوبی اس نتیجے پر بآسانی پہنچ سکتے ہیں کہ اللہ کی زمین پر الٰہی نظام معیشت سے ہی معاشی انقلاب آ سکتا ہے دکھی انسانیت کے معاشی مسائل

حل ہو سکتے ہیں اگر عالم اسلام کے اصحاب نصاب عبادت کا درجہ رکھنے والے اس نظام کو قربت الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اموال پر ملکیت کو عارضی خیال کرتے ہوئے اور دنیا کے ان اموال سے حسب ضروت کی خواہش رکھتے ہوئے ایمانداری سے زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ چند ہی سالوں میں ایک معاشی انقلاب برپا ہو جائے اور ملک کے محتاج نادار اور مساکین کی کلفتیں کافور ہو جائیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک پاکستان میں ہزاروں کروڑ پتی سرمایہ دار افراد موجود ہیں ایک کروڑ کی اڑھائی لاکھ روپے زکوٰۃ بنتی ہے اور پاکستان کی ایک سال کی زکوٰۃ سے اوسط درجے کے تقریباً دو لاکھ مکان تعمیر ہو سکتے ہیں تین سو سے زائد مراکز تربیت قائم ہو سکتے ہیں جن میں ایک لاکھ کے قریب نادار یتیم بچوں کی پرورش تعلیم وتربیت اور کفالت ہو سکتی ہے نیز ان گنت افراد کو روزگار فراہم ہو سکتا ہے پھر چند ہی سالوں میں اسلام کے نظام زکوٰۃ کی افادیت کھل کر سامنے آسکتی ہے

یقیناً یہی وجہ تھی کہ مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست چند ہی سالوں میں اتنی مضبوط ہو گئی تھی کہ ہر قسم کی باد مخالف کے جھونکوں کا مقابلہ کر سکتی تھی دراصل اس ریاست کا نظام معیشت مضبوط ہو چکا تھا ہر قسم کی معاشی ناہمواری ختم ہو چکی تھی حکمرانوں میں عیاشیاں اور شہ خرچیاں نہ تھیں وسائل کسب وانفاق میں استحصال نہ تھا۔ ہوتا یوں تھا کہ اموال یکجا کئے جاتے پھر فوراً ہی انصاف ومساوات کے اصولوں کے مطابق انہیں مقرر شدہ مصارف میں خرچ کر دیا جاتا۔

آج اگر ہم رشوت‘ غصب‘ خیانت‘ بخل‘ دھوکہ‘ مکاری‘ چوری‘ ناپ تول میں کمی‘ یتیم کی حق تلفی‘ جوا شراب نوشی‘ فحاشی‘ بے حیائی‘ قحبہ گری اور وہ تمام ذرائع جن کی بنیاد دھوکے پر ہے ترک کر دیں اور وہ تمام مصارف۔ جن کی بنیاد عیاشی اور بے راہ روی ہے۔ سے توبہ کرلیں اور اللہ کے دیے ہوئے اموال انسانی خدمت کے جذبے سے الٰہی مصارف میں صرف کریں تو کوئی وجہ نہیں انسان اللہ کی زمین پر معاشی طور پر مستحکم نہ ہو جائے اور ہر طرف کائنات اس نظام کی برکات سے سرشار نہ ہو جائے۔

☆.....☆.....☆.....☆